بسم اللہ الرحمن الرحیم

امن بات چیت میں شرکت کا نتیجہ اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمنوں کے ساتھ معاونت کی صورت میں نکلے گا

نام نہاد "دہشت گردی کے خلاف جنگ" کے نام پر افغانستان کے مسلمانوں کے خلاف اٹھارہ سال سے جاری امریکا کی جنگ ایک اہم موڑ پر پہنچ گئی ہے۔ امریکا کے لیے یہ بات ناممکن ہے کہ وہ فوری پسپائی اور انخلاء کی راہ اختیار کرلے کیونکہ ایسی پسپائی کا نتیجہ اُسی صورت میں نکلے گا جیسا کہ سوویت یونین کے جانے کے بعد نکلا تھا یعنی کہ پچھلی صدی کی نوے کی دہائی کی خانہ جنگی اور اس سے منسلک تمام تر بدترین واقعات۔

آج صورتحال یہ ہے کہ افغانستان کے ساتھ آدھی صدی پر محیط سیاسی تعلقات، سیاست، معیشت اور انٹیلی جنس کے میدانوں میں ہونے والی کوششوں، اور پچھلے اٹھارہ سالوں کے دوران افغانستان پر قبضہ برقرار رکھنے کے لیے ایک کھرب ڈالر سے زائد کے اخراجات اور ہزاروں فوجیوں کی قربانیوں کے بعد امریکا ذلت آمیز شکست کے خوف سے طالبان کے ساتھ امن بات چیت پر آمادہ ہوگیا ہے۔ بظاہر اس امن بات چیت کا مقصد افغانستان میں جنگ کا خاتمہ ہے اور امریکا کے استعماری اثرورسوخ کو برقرار رکھ کر اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ وہ افغانستان کے اسٹریٹیجک محل وقوع، اس کے قدرتی وسائل، معدنیات اور منشیات سے حاصل ہونے والی آمدنی کو اپنے حق میں استعمال کرتا رہے۔

یہ بات کہی جاتی ہے کہ ایک مسلح اسلامی گروہ کے لیے یہ انتہائی فخر کی بات ہے کہ اس نے دنیا کی صف اول کی طاقت کو امن بات چیت کے لیے اپنے ساتھ بیٹھنے پر مجبور کردیا۔ یہ صورتحال اس وقت پیدا ہوئی ہے جب اس گروہ کو دنیا کی صف اول کی طاقت "دہشت گرد" کہتی رہی ہے اور جس نے اس دھوکے پر مبنی بات کو جواز بنا کر جنگ کی۔۔۔ لیکن کیا ان مذاکرات کے نتیجے میں افغانستان سے امریکا کا فوجی، سیاسی اور معاشی اثرورسوخ جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے گا؟۔۔۔ کم از کم امریکا کی تو ایسی کوئی پالیسی نہیں ہے ہاں اگر اس کو مجبور کرکے مار بھگایا جائے تو پھر یہ ممکن ہے۔

افغان سیاسی و عسکری گروہوں کی جانب سے امریکا کی طرف سے شروع کیے جانے والے امن عمل کا حصہ بننے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ ملک پر قابض دشمن کے سامنے آہستہ آہستہ طابعداری اور مغلوبیت کا شکار ہو جائیں گے، طالبان میں مزید دھڑے بندیاں بن جائیں گی اور افغانستان کے مسلمانوں کو دیے جانے والے دھوکے میں اضافہ ہو جائے گا۔

اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اسلام اور افغانستان کے مسلمانوں کی حقیقی خواہش اور مطالبہ یہی ہے کہ ملک سے تمام قابض افواج کا مکمل انخلا ہو، جمہوری نظام کا خاتمہ ہو اور شریعت کا مکمل نفاذ ہو۔ یہ ہدف صرف افغانستان کے مسلمانوں کا ہی نہیں ہے بلکہ پوری مسلم دنیا فوری طور پر کٹھ پتلی نظاموں اور حکومتوں کا خاتمہ، مقبوضہ علاقوں کی آزادی، اپنے علاقوں سے قابض افواج کے نام و نشان کے خاتمے اور خلافت کے دوبارہ قیام کے ذریعے شریعت کا مکمل نفاذ چاہتی ہے۔ مقبوضہ علاقوں میں مسلح گروہ اور عرب بہار کی تحریک امت میں آزادی کے مضبوط ارادے اور استقامت کی نشان دہی کرتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ ہدف قابض افواج کے ساتھ مذاکرات کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے؟

یہ ہدف کسی صورت مذاکرات کے ذریعے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو اسلامک موومنٹ آف تاجکستان نے یہ ہدف حاصل کرلیا ہوتا جب انہوں نے ایک کٹھ پتلی اور جابر حکومت کے ساتھ امن معاہدہ کیا تھا۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو شام کے انقلابی اور آزادی کے لیے لڑنے والے گروہوں نے قابض روسی، ایرانی اور ترک افواج کے ساتھ مذاکرات کے ذریعے یہ ہدف حاصل کرلیا ہوتا۔ یہ گروہ کفریہ جمہوری نظام کا حصہ بن گئے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے استعماری منصوبے اور اہداف کو ہی اختیار کرلیا۔ یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد ان گروہوں کی واحد کامیابی یہ تھی

کہ انہوں نے امت کو مزید مایوس کیا اور مسلم امت پر کفر نظاموں کے نفاذ میں کفار کا ہاتھ بٹایا۔ کیا طالبان تحریک ان گروہوں کی مثالوں کی پیروی کرنا چاہے گی؟

اس کے علاوہ امریکا اپنی پوری تاریخ میں وعدہ شکن کے طور پر مشہور ہے اور اس کی یہ وعدہ شکنی صرف مسلح اور سیاسی گروہوں تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ ریاستیں بھی اس کا شکار ہوئی ہیں۔ اگر اس حقیقت کو قبول کرنا مشکل لگتا ہے تو افغانستان میں سابق شمالی اتحاد کے رہنماؤں سے پوچھیں، حزب اسلامی کے رہنماؤں سے پوچھیں، ایران اور شمالی کوریا کے رہنماؤں سے پوچھیں، اور برطانیہ کے رہنماؤں سے پوچھیں کہ امریکا نے بریگزٹ (Brexit) پر ان کے ساتھ کیا کیا۔ حقیقت پسندی پر مبنی امریکا کی پالیسی میں کوئی مستقل دوست نہیں اور نہ ہی کوئی مستقل دشمن ہے۔ امریکا کے لیے اس کے استعماری مفادات انتہائی اہم ہیں جنہیں حاصل کرنے کے لیے وہ کسی بھی قسم کے شیطانی اور گھٹیا ہتھکنڈے اختیار کر سکتا ہے۔ افغانستان پر قبضہ کرنے کے لیے امریکا نے پہلے طالبان کو دہشت گرد قرار دیا اور پھر ان کی حکومت کو گرایا۔ اور اب کئی سال کی جنگ اور تباہی کے بعد اور امریکا کی خارجہ پالیسی میں آنے والی تبدیلیوں کی وجہ سے بدلی ہوئی صورتحال میں، امریکہ نے طالبان رہنماؤں کا نام اقوام متحدہ کی دہشت گردوں کی فہرست "یو این 1267" سے نکالنے کی حامی بھر لی ہے اور اب طالبان کو مقامی مزاحمت کار کہا جا رہا ہے۔ درحقیقت امریکا نے طالبان کے ساتھ بات چیت کے دروازے افغانستان میں اپنی استعماری موجودگی کو کسی نہ کسی صورت میں برقرار رکھنے کے لیے کھولے ہیں۔

2014 سے پہلے افغانستان میں جنگ کی یہ صورتحال تھی کہ افغانستان کے لوگ غیر ملکی افواج اور اُن کے اتحادیوں کے ساتھ براہ راست لڑ رہے تھے۔ لیکن شرمناک دوطرفہ سیکیورٹی معاہدے (Bilateral Security Agreement) پر دستخط کے بعد سے یہ لڑائی افغانستان کے لوگوں کے درمیان ہو رہی ہے اور اس طرح امریکا نے اپنی جنگ کو مقامی لوگوں کی جنگ بنا دیا ہے۔ اس کے بعد سے قابض افواج اپنے اڈوں میں آرام سے مکمل حفاظت کے ساتھ بیٹھی ہیں اور جنگ میں ان کا کردار مشیر، تربیت فراہم کرنے اور حمایتی کا ہے جو افغان افواج کو اسلحہ اور پیسہ فراہم کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ غیر معروف مسلح گروہ بھی سامنے آ گئے ہیں جنہوں نے جنگ میں ایسے اعمال کیے جو شدید بدنامی کا باعث تھے۔ کبھی یہ جنگ مکمل طور پر فتنے کی جنگ میں تبدیل ہو جاتی ہے جہاں مسلمان قبائلی اور نسلی بنیادوں پر ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کبھی یہ جنگ منشیات کی تجارت کے لیے استعمال ہونے والی شاہراہوں پر قبضے کی جنگ میں تبدیل ہو جاتی ہے، اور کبھی یہ جنگ اُن ممالک کی افغانستان میں نمائندہ جنگ (پراکسی وار) میں تبدیل ہو جاتی ہے جن کے افغانستان اور خطے میں مفادات ہیں۔

درحقیقت اس جنگ کی اصل قیمت افغانستان کے لوگ ادا کر رہے ہیں۔ یہ صورتحال مخلص لوگوں کی جدوجہد کے حقیقی مقاصد پر سوالیہ نشان کھڑے کر دیتی ہے اور استعماری اس کا پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

اے افغانستان میں مزاحمت کرنے والے مخلص مسلمانو! قابض کفار کی جانب ایک قدم کی قربت بھی ہمیں سچائی سے کوسوں دور لے جاتی ہے۔ اگر آپ نے قابض افواج کے ساتھ مذاکرات کے دروازے کھول دیے اور اسی طریقہ کار پر چلتے رہے تو اس کے نتیجے میں آپ آہستہ آہستہ اپنے حقیقی مقصد سے دور ہٹتے چلے جائیں گے۔ یہ طریقہ کار آخر کار آپ کو امریکا کے بنائے ہوئے نظام میں شامل کر لے گا۔ اور یہ اُس وقت ہو گا جب خود آپ کو اس بات کا احساس تک نہیں ہو گا کہ آپ اپنے راستے سے آہستہ آہستہ ہٹ چکے ہیں لیکن آپ اپنی اِس حالت کو تسلیم بھی نہیں کریں گے۔ ان مذاکرت کے نتیجے میں اگر کفار نے براہ راست اپنا قبضہ ختم بھی کر دیا تو بھی وہ اپنی استعماری پالیسیاں بین الاقوامی اداروں، سفارت خانوں، سفارت کاروں، جاسوسوں اور سیاسی اداروں کے ذریعے چلاتے رہیں گے۔ اُس صورتحال میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا وہ انتباہ بالکل آپ پر صادق آئے گا جو اُس نے غار والوں کو دیا تھا،

اِنَّهُمۡ اِنۡ يَّظۡهَرُوۡا عَلَيۡكُمۡ يَرۡجُمُوۡكُمۡ اَوۡ يُعِيۡدُوۡكُمۡ فِىۡ مِلَّتِهِمۡ وَلَنۡ تُفۡلِحُوۡۤا اِذًا اَبَدًا

"اگر وہ تم پر دسترس پا لیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا پھر اپنے مذہب میں داخل کر لیں گے اور اس وقت تم کبھی فلاح نہیں پاؤ گے" (کہف 18:20)۔

اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اگر افغانستان میں کافر قابض افواج کے خلاف مسلح جدوجہد ختم ہو جائے تو وہ ہمیں بہت زیادہ ذلیل و رسوا کریں گے اور اپنے گھٹیا اور کرپٹ قوانین کو قبول کرنے کے لیے ہمیں مجبور کریں گے۔ اور اگر آپ نے قابض افواج کے خلاف مسلح، سیاسی و فکری جدوجہد سے اور خلافت کے قیام کے ذریعے اسلام کے نفاذ سے دستبرداری اختیار کی تو آپ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے لیے دنیا اور آخرت کے نقصان کے ذمہ دار ہوں گے۔

اے افغانستان کے لوگو!

دشمن کے ساتھ امن عمل کا حصہ بن کر آپ وہ امن، تحفظ اور خوشحالی کا دور نہیں دیکھ سکتے جس کی آپ خواہش رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ عمل افغانستان میں جنگ اور سیاست کی صورتحال کو مزید گھمبیر بنا دے گا اور قابض افواج اپنی فوجی، سیاسی، معاشی اور ثقافتی جڑیں ہمارے علاقوں میں مزید مضبوط کرتی چلی جائیں گی۔ اگر قابض افواج کے خلاف جنگ سے دستبرداری اختیار کرلی گئی تو افغانستان کے مسلمان اپنے بیوی بچوں کی پرورش، تربیت اور اُن کی حفاظت نہیں کر سکیں گے اور اس خطے کے ہر مسلمان پر ذلت ورسوائی مسلط ہو جائے گی۔ اور کچھ مسلم ممالک کی طرح پھر افغانستان میں بھی لوگوں کے لیے یہ ممکن نہیں رہے گا کہ وہ اپنے بچوں کی اسلامی تربیت، نکاح کے ذریعے خاندان کے قیام، نمازوں کی ادائیگی، مساجد میں سیاسی خطبات اور معاشرے میں اسلامی سیاسی جدوجہد کر سکیں۔

اے مسلمانو، اے امت کے مخلص بیٹوں!

امریکا اپنی تاریخ کی اس طویل ترین جنگ کے اختتام کا اعلان کرنا چاہتا ہے تاکہ امریکا کی حکمران جماعت اس بات کو انتخابات کو جیتنے کے لیے استعمال کر سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکا خطے کے دیگر ممالک کو جنگ کے خاتمے کا تاثر دے کر دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ حقیقی صورتحال یہ ہے کہ امریکا، سلطنتوں کے قبرستان، افغانستان میں، اپنی شرمناک اور واضح شکست کو روکنا چاہتا ہے۔ حیرت انگیز طور پر، اِس امن عمل میں دیگر بیس "دہشت گرد" گروہوں کے ساتھ امن کی بات نہیں کی جا رہی جن کے نام مسلسل امریکی سیاست دان اور ان کی کابل میں کٹھ پتلی حکومت لیتی رہتی ہے۔ لہٰذا یہ بات متوقع ہے کہ افغانستان خطے میں امریکا کا ایک جنگی منصوبہ ہی رہے گا۔ اس بدصورت اور دھوکے پر مبنی امن عمل کی تکمیل کے بعد جنگ کا صرف محل و قوع تبدیل ہو گا اور امریکا افغانستان کی اسٹریٹیجک محل وقوع، معدنی وسائل اور منشیات کی تجارت کو اپنے حق میں استعمال کرتا رہے گا۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ پاکستان، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور قطر کی جانب سے بات چیت کے عمل میں معاونت اور سہولت کار کا کردار ادا کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ طالبان سے ہمدردی رکھتے ہیں یا اُن سے مخلص ہیں۔ بلکہ یہ ریاستیں گھٹیا امریکی مقاصد کے حصول کے لیے طالبان پر اپنے اثرورسوخ کو استعمال کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ چین، روس، بھارت اور ایران کی جانب سے طالبان اور امریکا کو فراہم کی جانے والی معاونت معاملات کو مزید پیچیدہ بناتی ہے اور اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہے کہ اس جنگ کی ایک علاقائی جہت بھی ہے، ملک میں نمائندہ جنگ (پراکسی وار) چل رہی ہے اور یہ کہ امریکا جنگ کا بوجھ دوسرے ممالک کے کندھوں پر منتقل کرنا چاہتا ہے۔ 2001 میں طالبان حکومت کے خاتمے اور افغانستان پر قبضے کے سلسلے میں پاکستان نے امریکا کے ساتھ ایک ڈیل کی تھی۔ اور اب ایک بار پھر پاکستان اسی سازش کو دہرانے اور ڈیل کے حصول کے لیے میدان ہموار کر رہا ہے۔ لہٰذا امریکا طالبان پر دباؤ ڈالنے اور امریکی امن عمل میں شمولیت کے لیے اپنے تمام اسٹریٹیجک آلہ کار استعمال کر رہا ہے۔

طالبان تحریک اور دیگر اسلامی گروہوں میں موجود امت کے مخلص لوگو!

برطانیہ کے خلاف آپ کے آباؤ اجداد کی جدوجہد اور قربانیاں، اور سابق سوویت یونین کے خلاف آپ کے اہداف اور قربانیاں اور آج امریکا کے خلاف آپ کی جدوجہد اور قربانیوں کا مقصد یہ نہیں تھا اور نہ ہے کہ جمہوری نظام اور انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی جڑیں مضبوط کیں جائیں۔ یہ قربانیاں اسلامی ریاست کے قیام اور شریعت کے نفاذ کے لیے دیں گئی تھیں اور دی گئی ہیں۔ لہٰذا ہم سب کو امریکی امن عمل اور کفار اور ان کے

ایجنٹوں کے دوسرے منصوبوں کو زبان سے اور عمل سے مسترد کر دینا چاہیے۔ جو لوگ کفار کے خلاف مسلح جدوجہد کر رہے ہیں ہمیں ان کی مدد حزب التحریر کے سیاسی نظریات سے کرنی چاہیے۔ حزب التحریر وہ جماعت ہے جو آپ کے اور ہمارے دشمنوں کی ہمارے خلاف سازشوں اور حکمت عملی کو ہر قدم پر بے نقاب اور آپ کی رہنمائی کر سکتی ہے۔ آئیں کہ ہم خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعے اپنے بھائیوں کی قربانیوں کو ایک تن آور پھل دار درخت میں تبدیل کر دیں۔ صرف خلافت کے قیام کے بعد ہی ہم افغانستان اور تمام اسلامی علاقوں میں خوشیاں منا سکیں گے اور حقیقی خوشحالی اور تحفظ سے لطف اندوز ہو سکیں گے جو کہ اسلامی ریاست کی سیاسی ثقافت پر ایمان اور اعتماد سے حاصل ہو گی۔ صرف خلافت کے قیام کے بعد ہی اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی کے نفاذ کے ذریعے اسلام کی دعوت کو پوری دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے گا۔ اور صرف خلافت کے قیام کے بعد ہی مسلم امت کفار کے ہاتھوں سے دنیا کی باگ دوڑ چھین کر انسانیت کو سرمایہ دارانہ نظام کے اندھیروں سے نکال کر اسلام اور اس کی روشنی سے منور کر دے گی اور یہ کہ،

لِمِثۡلِ هٰذَا فَلۡيَعۡمَلِ الۡعٰمِلُوۡنَ

"ایسی ہی (نعمتوں) کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنے چاہئیں" (صافات 37:61)

وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيۡزٍ

"اور یہ اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں" (ابراہیم 14:20)

یکم جمادی الثانی 1440 ہجری	**حزب التحریر**
6 فروری 2019	**ولایہ افغانستان**